سوال ۲ :- سعودی عرب، مصر، شام، لبنان، اُردن اور یمن کا انگلینڈ کے وقت سے تقریباً دو گھنٹے کا فرق ہے اِن ممالک میں سے کسی ملک میں چاند ہونا طے پا یا جائے تو ہم انگلینڈ میں اس کے مطابق عمل کر سکیں گے؟ اور رمضان شروع کر سکیں گے؟ یا ہم سے روزے شروع کرنے کے لئے چاند دیکھنے کی ہی توقع کی جائے گی؟

جواب ۲ :- پہلا اور دوسرا سوال ایک ہی موضوع سے متعلق ہیں ہمارے پہلے جواب کو اس سوال پر بھی حاوی سمجھا جائے۔

سوال ۳ :- نیا چاند اپنی پیدائش سے تیس۳۰ گھنٹے تک انسانی کھلی آنکھ سے نظر آنے کے لائق نہیں ہوتا اور یہاں کے موسمی حالات کی وجہ سے اسے دیکھ لینا اور بھی ناممکن ہے مطلع کی اس صورتِ حال کو ملحوظ رکھتے ہوئے انگلینڈ کے مسلمان کیا علم ہیئت Astronomy کے نتائج پر نیا چاند دیکھا جا سکنے کے متوقع وقت اور آغازِ رمضان کا تعین کر سکتے ہیں؟ یا رمضان شروع کرنے کے لئے چاند دیکھنا ہی ضروری ہے؟

جواب :- آلاتِ رصدیہ چاند دیکھنے کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں لیکن علمِ ہیئت Astronomy پر رمضان شروع کرنے اور عید الفطر کرنے کے لئے اعتماد کرنا جائز نہیں اللہ تعالیٰ نے یہ طریق قرآن اور حدیث میں مقرر نہیں کیا بلکہ لازم کیا کہ روزوں کا آغاز ہم رمضان کا نیا چاند دیکھ کر کریں اور روزوں کو ختم کرنے اور عید کرنے کے لئے شوال کا نیا چاند دیکھیں اللہ تعالیٰ نے نئے چاندوں کو لوگوں کے معاملات اور حج کے لئے مقررہ اوقات کی نشانیاں بتایا ہے جن کے بغیر مسلمان اپنے دینی کاموں کے لئے جن میں روزے، عیدیں، حج، ایام تشریق اور عدت، طلاق وغیرہ سب آجاتے ہیں اوقات کا تعین نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ جو شخص اپنے وطن میں اس مہینہ کو پائے (حاضر ہو) وہ اس کے روزے رکھے اور یسئلونک عن الاھلۃ وہ تجھ سے پوچھتے ہیں نئے چاندوں کے بارے میں۔ آپ کہہ دیں کہ وہ نشانیاں ہیں لوگوں کے مقررہ اوقات کے تعین کے لئے۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا صوموا لرؤیتہ الھلال وافطروا لرؤیتہ

پس جو لوگ چاند کو اپنے مطلع پر جبکہ وہ صاف یا ابر آلود ہو دیکھ سکیں تو اگر چاند مختلف مطالع رکھنے والے دوسرے ممالک میں کہیں نظر نہ آیا ہو تو وہ مہینہ تیس دن کا پورا کریں۔ چاند کی رؤیت اختلاف مطلع رکھنے والے کسی دوسرے ملک میں تسلیم ہو چکی ہو تو اس سلسلہ میں اپنے ملک کے مسلم والی کے فیصلہ کو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں تسلیم کیا جائے کیونکہ اس کا فیصلہ ہی فقہائے کے اختلافِ مطالع کے اعتبار اور عدم اعتبار کو طے کر سکتا ہے اگر اس ملک میں مسلم والی نہ ہو تو انہیں مرکز اسلامی کی کونسل کے فیصلے پر عمل کرنا چاہیئے کہ مختلف مطلع رکھنے والے دوسرے ممالک کی رؤیت پر رمضان کا آغاز کیا جائے یا مطالع مختلف ہونے کی بنا پر دوسرے ممالک کی رؤیت پر یہاں روزے شروع نہ کئے جائیں؟ اس کا جو فیصلہ اسلامی کونسل کرے وہ سب کے لئے لائق تسلیم اور اختلاف ختم کرنے میں حجت ہوگا)

سائنٹیفک ریسرچ اور قضا شرعی کی مستقل کمیٹی

ممبران :- عبداللہ بن سلیمان بن منیع
عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن غدیان

(دستخط) عبدالرزاق عفیفی (وائس چیئرمین)

اب ہم سعودی عرب کا وہ فتویٰ ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جو دو عیدوں کے اختلاف کو ختم کرنے کیلئے اسلامی کونسل کی تشکیل میں ہماری تجویز سے ہم آہنگ ہے

فتویٰ علماء مکہ معظمہ ممبران مستقل کمیٹی سائنٹیفک ریسرچ وقضا شرعی

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

سائنٹیفک ریسرچ اور قضا کی مستقل کمیٹی نے اس سوالنامہ پر غور کیا ہے جو نیر الحق پاکستانی کی وساطت سے اسلامک سنٹر لندن نے سائنٹیفک ریسرچ قانون اور نشر و تبلیغ کے محکمہ جات کے صدر President کی خدمت میں بھیجا ہے یہ سوال نامہ سینیئر فقہا کے سیکریٹریٹ جنرل نے نمبر ۲/۱۳۳ مورخہ ۱۹ محرم ۱۳۹۲ھ موافق ۵ مارچ 1972 کے تحت پیش کیا ہے سوالات مع جوابات درج ذیل ہیں۔

سوال ۱ :- دنیا کے کسی ملک میں رمضان شروع کرنے کے لئے دوسرے اسلامی ملک کی رویت ہلال پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ اس پر مبنی خبر رمضان اور عید الفطر کے لئے حجت ملزمہ ہو گی یا نہ؟

جواب :- تمام فقہا متفق ہیں کہ نئے چاند کے مطالع (دنیا کے مختلف ممالک میں اوقاتِ طلوع) واقعی مختلف ہیں اور یہ بات حساً اور علماً سب کو معلوم ہے۔ لیکن مختلف ممالک کے اس اختلافِ مطالع کو رمضان شروع کرنے اور ختم کرنے میں ملحوظ رکھا جائے یا نہ؟ اس میں فقہا کی رائے مختلف ہے کچھ فقہا کہتے ہیں کہ رمضان شروع کرنے اور ختم کرنے کے فیصلہ میں اختلافِ مطالع کو پیشِ نظر رکھا جائے اور بعض فقہا کی رائے ہے کہ اختلافِ مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے فقہا کے ہر فریق نے قرآن و حدیث اور فقہ سے شہادت پیش کی ہے اور اپنے مؤقف کی تائید میں کئی پہلوؤں پر انھوں نے ایک ہی عبارات پیش کی ہیں مثلاً یہ آیات: مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے اس پر لازم ہے کہ اس کے روزے رکھے) اور وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجّ (تجھ سے پوچھتے ہیں حال نئے چاند کا۔ آپ کہہ دیں کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے لئے) اور حدیثِ نبویؐ: صوموا لرؤیة الھلال وافطروا لرؤیتہ (نیا چاند دیکھ کر روزوں کی ابتداء کرو اور نیا چاند دیکھ کر ہی عید الفطر کرو)

ہر فریق اس متن کی مختلف تشریح کرتا ہے اور اسے منطبق کرنے میں مختلف رائے رکھتا ہے سوال مجموعی طور پر ایک اصولی موضوع ہے جس میں مستقل آراء کی گنجائش ہے اسی وجہ سے فقہا ماضی میں بھی اور اب بھی اس میں مختلف رائے رکھتے ہیں پس ہر ملک کے رہنے والوں کو اختیار ہے کہ وہ تیسویں رات اگر نیا چاند نہ دیکھ سکیں تو وہ مختلف مطلع (وقت طلوع) رکھنے والے دوسرے ملک کی رویت پر بشرطیکہ وہاں اس کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہو (اپنے رمضان کا) فیصلہ کر لیں یا اختلافِ مطلع کی بنا پر اس فیصلے سے متفق نہ ہوں۔ اختلاف رائے میں پھر انہیں والیٔ حکومت کا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو فیصلہ تسلیم کرنا ہو گا کیونکہ مسلم والی کا مسئلے کے (مذکورہ بالا) دونوں پہلوؤں میں سے کسی ایک کو اپنا لینا اختلاف رائے کو ختم کر دیتا ہے اور قوم پر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہو جاتا ہے والیٔ حکومت اگر مسلمان نہیں تو وہاں کے مسلمانوں کو اپنے ملک کی اسلامی کونسل کا فیصلہ ماننا چاہیئے تاکہ ان کے ہاں رمضان اور عید کی نمازوں میں یکسانیت رہ سکے۔

برطانیہ میں اسلامک کلچرل سنٹر لندن، جمعیت علماء برطانیہ، انجمن تبلیغ الاسلام بریڈفورڈ اور بنگلہ دیش مسلم ایسوسی ایشن کی متحدہ اسلامی کونسل کا فیصلہ مسلمانانِ برطانیہ کیلئے یقیناً لائق تسلیم ہوگا۔ برطانیہ کے مسلمان اپنے اپنے حلقوں میں اپنے اپنے علماء اور زعماء، اپنی دینی جماعتوں اور مساجد و مدارس چلانے والی ایسوسی ایشنوں پر زور دیں اور انہیں اس اسلامی کونسل کی تشکیل پر نہ صرف آمادہ کریں بلکہ مجبور کردیں تو یہ اسلامی کونسل آج بھی مسلمانانِ برطانیہ کے منتشر شیرازے کو متحد اور یکجا کرسکتی ہے سب مسلمان متحد ہو کر ایک ہی دن سے رمضان شروع کریں اور ایک ہی دن عید کریں تو یہاں دیارِ غیر میں ہماری ایک قومی زندگی کا یہ بڑا ثبوت ہوگا۔

• جمعیّت علماء برطانیہ اور انجمن تبلیغ الاسلام بریڈفورڈ

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ۸؍اکتوبر مطابق ۲۹ شعبان ۱۳۹۲ھ کو جمعیت علماء برطانیہ اور انجمن تبلیغ الاسلام بریڈفورڈ کا مشترکہ اجلاس ۳۰ ہاورڈ سٹریٹ کی مسجد میں منعقد ہوا تھا فریقین نے رمضان و عیدین کے تعین کے لئے مشترک لائحہ عمل طے کیا تھا وہ حسب ذیل ہے۔

بالاتفاق طے پایا کہ ہم سب اصولاً فقہ حنفی کے پابند ہیں اور رمضان و عیدین کا فیصلہ ہم فقہ حنفی کی روشنی میں کریں گے اس سلسلہ میں یہ چند رہنما اصول ہم میں متفق علیہا ہیں:

۱- جہاں اختلاف مطالع ایک یا ایک سے زیادہ دن پر منتج ہو اس مسافت بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے اور جہاں اس سے کم مسافت ہو وہاں کے اختلاف مطلع کا اعتبار نہیں اور مراکش اور لیبیا جیسے قریب المطالع ممالک کی رویت اور فیصلے پر ہم یہاں انگلینڈ میں فیصلہ کرسکتے ہیں۔

۲- ایک ملک کے علماء کا فیصلہ اس ملک کی حدود میں تو از خود حجّت ہے لیکن دوسرے ملک میں مختلف الولایت ہونے کے سبب اس دوسرے ملک میں وہاں کے علماء کے فیصلے کے بغیر از خود حجّت نہیں۔

۳- قریب المطالع ممالک کے شرعی فیصلے کو اگر معروف ٹیلیفونوں سے وصول کیا جائے اور علماء اسے صحیح خبر قرار دیں تو اس اطلاع پر ہم یہاں انگلینڈ میں رمضان کا فیصلہ کرسکتے ہیں۔

پھر ۷؍نومبر بروز منگل دونوں فریق ۷۶/۸ ساوتھ فیلڈ سکوائر میں بعد نماز مغرب جمع ہوئے اور ۸؍اکتوبر کے رہنما اصولوں کی توثیق کرتے ہوئے مراکش کی خبر مستفیض پر ایک دن عید کرنے کا فیصلہ ہوا ۱۹۷۳ء کے بھی ہر دو موقعوں پر ایک ساتھ رمضان شروع کیا گیا اور ایک ہی دن عید کی گئی۔ امید ہے کہ اس اساس پر آئندہ بھی اشتراک و اتحاد کی فضا قائم رکھی جائے گی اشتراک عمل کی اس تحریر پر انجمن تبلیغ الاسلام کے مولانا ابوالمحمود نشتر خطیب مسجد لمب لین بریڈفورڈ نے دستخط فرمائے تھے اور یہ تحریر ہمارے رؤیت ہلال کمیٹی کے ریکارڈ میں اب بھی محفوظ ہے۔

اس گذارش کا حاصل یہ ہے کہ اگر سردست اسلامک کلچرل سنٹر لندن کے عرب حضرات ہماری اسلامک کونسل کی تجویز پر عملاً آمادہ نہ ہوں تو کم از کم ہم حنفی فقہ پر عمل کرنے والے اس دینی اور قومی مرحلے پر ضرور جمع ہو جایا کریں خصوصاً جبکہ پہلے بھی ایسے ہم موقعوں پر جمع ہوتے رہے ہیں اور ہمارے اس اشتراک عمل کا برطانیہ کے مسلمانوں پر بہت اچھا اثر رہا ہے ہندوستان اور پاکستان میں بھی ایسے مواقع پر اہلسنّت کے ان دونوں فریقوں میں کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوتا تو یہاں غیر قوموں کی منڈی میں اسلام کی ان مرکزی تقریبات پر فرقہ بندی کرنا ہمیں کسی طرح زیبا نہیں —— اللھم الّف بین قلوب المسلمین واصلح ذات بینھم وانصرھم علیٰ عدوک وعدوھم۔

اتحاد کی ایک تجویز

اسلامی کونسل کی تشکیل

جو اختلاف نصوص قطعیہ پر مبنی ہوں ان میں اتحاد کی کوئی صورت نہیں ہوتی ایک فریق حق پر ہوتا ہے اور دوسرا گمراہ مگر جو اختلاف اجتہادی امور میں ہوں اور دونوں آراء اپنی جگہ علمی وزن رکھتی ہوں اور حاکم شرع ان میں سے کسی ایک کے حق میں فیصلہ کر دے تو پھر اختلاف سے بچنا اور اُس کے فیصلے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے اس طریق سے مسلمان اختلاف سے بھی نکل آتے ہیں اور ایک نظام بھی قائم رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مُسلم اُولی الامر کی اطاعت بھی اپنے ایمان لانے والوں پر لازم کی ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ اولوالامر کا یہ فیصلہ خدا اور اس کے رسول کے کسی فیصلے کے خلاف نہ ہو۔

جن ممالک میں مسلمان والی حکومت نہ ہو وہاں کے مسلمان اسلامی احکام کی بجا آوری کے لئے "مسلمان والی حکومت" کے قائمقام کوئی سربراہ مقرر کر سکتے ہیں۔ اس سربراہ کا فیصلہ اجتہادی امور میں سے ایک کو راجح کرنے اور اپنانے میں وہاں کے تمام مسلمانوں کیلئے واجب تعمیل ٹھہرے گا اور مسلمان اختلاف سے بچ جائیں گے ہاں اگر وہاں کے مسلمان کسی ایک سربراہ پر متفق نہ ہو سکیں تو پھر انہیں چاہیئے کہ وہ ایک اسلامی کونسل تشکیل کریں پھر وہ کونسل اسلامی احکام کی بجا آوری کے لئے جو فیصلہ صادر کرے وہ اجتہادی امور کے غالب پہلو کو معین کر دے گا اور وہاں پوری قوم کے لئے حُجت ہوگا۔

یہ اسلامی کونسل اختلافِ مطالع کے اعتبار یا عدم اعتبار کے بارے میں جو فیصلہ کرے اس پر عمل اختلاف سے نجات اور تقاضائے شریعت پر عمل مقصود ہوگا اس اسلامی کونسل میں وہ سب امور ملحوظ ہونے چاہئیں جو مسلم ممالک میں احکام شریعت کی بجا آوری کے لئے اسلامی سربراہ میں ہونے لازمی ہیں۔

١۔ اس اسلامی کونسل کے ارکان وہ ہونے چاہیئں جو رمضان و عیدین کے سلسلے میں رویت ہلال کے جملہ مسائل اور اس کے بارے میں قرآن و سنت کی ہدایات پر پوری طرح نظر رکھتے ہوں۔

٢۔ اختلافِ مطالع کے باب میں وہ مختلف مذاہب اور ان کے دلائل سے بخوبی واقف ہوں اور اتنی علمی استعداد رکھتے ہوں کہ مسائل کو اُن کے اصل مآخذوں سے دیکھ سکتے ہوں اور دکھا سکتے ہوں۔

٣۔ اختلاف مطالع کے اعتبار اور عدم اعتبار کو وہ صرف اجتہادی درجہ دیتے ہوں اس طرح قطعی نہ سمجھتے ہوں کہ کسی ایک مؤقف کو چھوڑنا ان کے لئے جائز ہی نہ ہو۔

٤۔ ان ارکان کے نزدیک قرآن و سنّت کے بعد مسلم والی حکومت (اور اس کی عدم موجودگی میں متفقہ اسلامی سربراہ یا متحدہ اسلامی کونسل) کا فیصلہ حجت اور نظام شریعت کی ایک کڑی سمجھا جائے۔

٥۔ اس اسلامک کونسل کے ارکان جملہ مسلمانان برطانیہ کی نمائندگی کرتے ہوں اور انکا فیصلہ انکے اپنے اپنے حلقے میں انکے علم و اثر و نفوذ کے باعث تسلیم کیا جاتا ہو۔

ؔ ان الطاعة الامام فیما لیس بمعصیة واجبة (شامی جلد ١ صفحہ ٥٨٩) جو بات گناہ نہ ہو اس میں امام کے حکم کی اطاعت واجب ہے۔ پھر دوسرے مقام پر لکھا ہے تجب طاعة الامام عادلا کان او جائرا اذا لم یخالف الشرع (شامی جلد ٣ صفحہ ٤٢٨) ؔ علامہ نسفی (٥٣٧ھ) عقائد میں لکھتے ہیں والمسلمون لا بد لهم من امام لیقوم بتنفیذ احکامهم۔ (ترجمہ) ضروری ہے کہ مسلمانوں کیلئے احکام شریعت کے نفاذ کیلئے کوئی والی ہو (صفحہ ١٨١ طبع مصر) ہاں اگر سلطنت کفار کے باعث مسلم والی نہ ملے تو مسلمان باہمی مشورہ اور رضامندی سے کسی کو والی منتخب / مقرر کر لیں جس کی اجازت سے وہاں جمعہ اور عیدین قائم ہوں۔ علامہ ابن ہمام (٨٦١ھ) سے منقول ہے وَلَوْ فقد وال لِغَلَبَةِ کفارٍ وَجَبَ علی المسلمین تعیین وال و امام للجمعة (درمختار بحاشیہ شامی جلد ٤ صفحہ ٤٢٧) ترجمہ:۔ اگر غلبہ کفار کے باعث مسلم والی نہ ملے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ ادائے جمعہ کیلئے امام اور والی مقرر کر لیں بسوط میں ہے یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین و یجب علیهم ان یلتمسوا والیا مسلما (شامی جلد ١ صفحہ ٥٤٧) پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں واما بلاد علیها ولاة کفار فیجوز للمسلمین اقامة الجمعة والاعیاد و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین۔ ترجمہ:۔ اور جن ممالک پر کفار والی ہیں وہاں کے مسلمانوں کے لئے جمعات اور عیدوں کا قائم کرنا درست ہے اور قاضی مسلمانوں کے باہمی مشورہ سے قاضی تسلیم قرار پائے گا (شامی جلد ٤ صفحہ ٤٢٧)

رکھتے ہیں مراکش میں فیصلہ اصول رویت پر وہاں کے علماء اور حکومت کی سرپرستی میں ہوتا ہے اس کی سرکاری تصدیق جمعیت کے دفتر برمنگھم میں موجود ہے وہاں کا فیصلہ جانی پہچانی آواز سے استفاضہ کے ساتھ یہاں وصول ہوتا ہے اس کی روشنی میں رویت ہلال کمیٹی یہاں فیصلہ کرتی ہے یہ علماء رویت ہلال کمیٹی کے اپنے فیصلے کے بغیر کسی بیرونی فیصلے کو از خود حجت ملزمہ نہیں سمجھتے قریبی اسلامی ملک کے شرعی فیصلے دو تین علیٰحدہ علیٰحدہ ذرائع سے حاصل کر کے خبر مستفیض کے درجہ میں ملیں تو انہیں اپنے فیصلے کے لئے معاون اور قابلِ قبول سمجھا جاتا ہے -
مسلمانانِ برطانیہ کے لئے بیرونی فیصلہ نہیں رویت ہلال کمیٹی کا اپنا فیصلہ حجت ہوتا ہے۔

جمعیت علماء برطانیہ نے 1972ء میں بریلوی مسلک کی انجمن تبلیغ الاسلام (بریڈفورڈ) سے رمضان و عیدین کے ایک فیصلے کے لئے اتحاد کیا تھا یہ اتحاد اس بنیاد پر تھا کہ اہلسنت والجماعت کی یہ دونوں جماعتیں حنفی المذہب ہیں اور دونوں کی فقہ ایک ہے اور یہ کہ دونوں فریق مراکش کے فیصلے کو دو تین علیٰحدہ علیٰحدہ ٹیلیفونوں سے لے کر اس کے مطابق یہاں فیصلہ کرنا درست سمجھتے ہیں ان دونوں جماعتوں کی پہلی میٹنگ 8 Oct. '72 کو ہاورڈ سٹریٹ کی مسجد میں بریڈفورڈ ہوئی اور دونوں جماعتوں نے ایک ساتھ رمضان شروع کیا پھر دوسری میٹنگ ۸ نومبر کو ۶ ساؤتھ فیلڈ سکوئر میں منعقد ہوئی اور ایک دن عید کی گئی پھر 1973ء میں اسی طرح ایک ساتھ رمضان شروع کیا گیا اور پھر عید الفطر کا فیصلہ بھی ایک ہی ہوا اس اتحاد کا پورے برطانیہ میں بہت اچھا اثر رہا کہ پاک و ہند کی اہل سنت والجماعت دونوں جماعتیں رمضان اور عیدین کے فیصلوں میں متحد ہو گئی ہیں۔ مگر افسوس کہ 1974ء کی عید الاضحیٰ کے موقع پر ایک غلط فہمی دونوں جماعتوں کو پھر ایک دوسرے سے دور لے گئی ۴ جنوری جمعہ کو عید تھی مگر تبلیغ الاسلام والوں نے ہفتہ کے دن عید کی کیونکہ اس دن چھٹی تھی۔

اب اور کئی گروہ بھی علیٰحدہ علیٰحدہ رویت ہلال کمیٹیاں بنانے کا شوق کر رہے ہیں تاہم اس سے انکار نہیں کہ برطانیہ میں اسلامک کلچر سنٹر لندن اور جمعیت علماء برطانیہ ہی وہ قدیم ادارے ہیں جن کے علماء کے فیصلوں پر برطانیہ میں دس پندرہ سال سے رمضان و عیدین کے فیصلے ہو رہے ہیں۔ خدا کرے نئی نئی کمیٹیاں بنانے کا شوق کرنے والے انہی پرانی جماعتوں میں مدغم ہو کر دین کی خدمت کریں تاکہ مسلمانوں میں مزید پھوٹ نہ پڑے اور خدا کرے کہ یہ دونوں قدیم ادارے بھی آپس میں متحد ہو جائیں۔

نظم و ضبط قدرت کا عطیہ

اگر عامۃ المسلمین خود اس اتحاد کے لئے کوشش نہ کریں اور اس دینی محنت کے لئے آگے نہ آئیں محض باتوں اور اخبارات میں اپنے ائمہ مساجد علماء اور زعماء کو کوستے رہیں تو دو عیدوں کے انتشار سے کبھی نہ نکل سکیں گے اختلافات کو اخبارات و جرائد میں ہوا دینا دین و ملت کی کوئی خدمت نہیں تعمیری طریق کار یہ ہے کہ وہ رمضان و عیدین کا فیصلہ کرنے والے مختلف اداروں کو ایک اصول پر متحد کرنے اور ایک جگہ جمع کرنے کے لئے جد و جہد کریں اس سلسلے میں صرف خطوط و مراسلات کافی نہ ہونگے ان اداروں کے سربراہوں سے ذاتی ملاقاتیں اور تبادلۂ افکار بھی ضروری ہیں یہ ایک بڑی دینی محنت ہے کہ ان میں ایک دوسرے سے نفرت کی بجائے الفت کی آبیاری کی جائے -

اگر یہ خیر خواہانِ ملت یہ دینی محنت اور اس کے لئے تگ و دو نہیں کر سکتے تو پھر ان کے لئے بیان بازی کی بجائے یہ بہتر ہے کہ اپنے اپنے حلقے کے فیصلے کو اپنے اپنے ہاں قبول کر لیا کریں اور منتظر رہیں کہ کوئی اور بندۂ خدا اس دینی محنت میں آگے بڑھے اور کامیاب ہو جائے صورت اختلافات کو اخبارات میں لا لا کر دوسری قوموں میں مزید جگ ہنسی ہوتی ہے -

علوم حالات و تجربات سے بالا خزانۂ غیب سے معمور اور ارادت ایزدی سے مربوط ہوتے ہیں۔ پیغمبرانہ ارشادات میں اجتہاد کی راہیں اور عمومات شرعی علوم کی بہتی ہوئی نہریں ہیں لیکن ائمہ کے ارشادات فقہاء متاخرین کی تخریجات میں محض عموم کے سہارے یہ ابدیت نہیں رکھتے ان کے فیصلوں کی مراد ان کے زمانے کے حالات اور پس منظر کے پیش نظر معلوم کرنی ہوگی۔

امام ابو حنیفہؒ نے بیشک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا لیکن اس عدم اعتبار کو اس وقت کے حالات اور طی مسافت کے آلات کے پیش نظر معین کرنا چاہیئے۔ علامہ کاسانیؒ (۵۸۷ھ) علامہ فخر الدین زیلعی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی اس عدم اعتبار کو عام نہیں رکھتے مسافتِ قریبہ سے مقید کرتے ہیں۔ ان حضرات نے بعید کے فاصلوں میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے اور ہندوستان اور پاکستان میں آج اسی پر عمل ہے۔

ان سطور سے ہماری غرض کسی ایک نظریئے کی تائید یا تردید نہیں مقصد یہ ہے کہ ہر دو نظریئے برطانیہ کے عام مسلمانوں کے سامنے آجائیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ رمضان اور عیدین کے دو دو فیصلوں کے پس پشت کون کون سے نظریات کار فرما ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہر دو نظریئے اپنا علمی پس منظر رکھتے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار یا عدم اعتبار ایک فقہی اور اجتہادی مؤقف ہے قرآن و سنّت کی نصوص میں اس موضوع پر قطعی درجے میں کوئی حکم نہیں ملتا ہر دو طرف فقہا کی جماعتیں موجود ہیں کسی مسئلے کا مفتی بہ ہونا قطعی نہیں ہوتا اختلاف زمان و مکان سے فتوے مختلف بھی ہو جاتے ہیں مفتی بہ اپنے وقت میں بھی محض ایک راجح درجہ رکھتا ہے ہم اسے حجت قطعی اور اجماعی حکم کا مقام نہیں دے سکتے۔

برطانیہ میں شرعی فیصلوں کی صُورتِ حال

برطانیہ میں مختلف فیصلوں کی وجہ اختلاف آپ کے سامنے ہے اب اس کی صورتحال دیکھئے۔

۱۔ اسلامک کلچرل سنٹر لندن علماء مصر کے زیر اثر ہے جو شافعی رجحان رکھتے ہیں امام شافعیؒ گو اختلافِ مطالع کا اعتبار کرتے تھے مگر شافعی مذہب کے متاخرین اس کے عدم اعتبار کی طرف مائل ہو گئے ہیں اسلامک کلچرل سنٹر لندن کے یہ علماء اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے قاہرہ ریڈیو سے جونہی اعلان ہو وہ اس کے مطابق یہاں اعلان کرا دیتے ہیں وہ حضورؐ کے اس ارشاد کو کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اتنا عام رکھتے ہیں کہ مشرق کی رویت اور فیصلے کو مغرب کے لئے بھی حجت سمجھتے ہیں دوسرے علماء کا نظریہ یہ ہے کہ ہر خطہ کے لوگ اپنے ہاں کے حالات سے مخاطب ہونے چاہییں یہ نہیں کہ طلوع و غروب میں اپنے ہاں کے حالات کلیتہً نظر انداز کر دیئے جائیں۔

۲۔ جمعیت علماء برطانیہ کی رویت ہلال کمیٹی علماء پاک و ہند کے زیر اثر ہے اور حنفی المذہب ہے یہ علماء بعید کے ممالک میں اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں اور قریب کے اسلامی ممالک میں اختلافِ مطالع کو معتبر نہیں سمجھتے یہ اپنے فیصلوں میں مراکش کے فیصلے کو ملحوظ

پس جو لوگ عید قربان ہر حال میں مکہ کے یوم حج سے اگلے دن کرنا چاہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں قربانی حج کا تتمہ نہیں عید الاضحیٰ ایک مستقل عبادت ہے اور اس وقت سے (حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعہ قربانی سے) چلی آتی ہے جب خانہ کعبہ تعمیر بھی نہ ہوا تھا اور مناسک ملت حج کی کوئی صورت تھی خانہ کعبہ اس واقعہ قربانی کے بہت بعد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے تعمیر کیا تھا۔ پس قربانی کو ہر حال میں حج سے جوڑنا اصولاً درست نہیں۔

[1] ان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فیعتبر فی کل اهل بلد مطلع بلدهم دون الآخر (البدائع والصنائع جلد ۲ صفحہ ۸۳)

فقہاء کرام نے حج کی بحث میں لکھا ہے کہ جو لوگ حج پر نہیں آتے اُن کے ایام قربانی ان کے اپنے ہاں کی قمری تاریخوں ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحج کے مطابق ہوں گے مکہ میں جب ۱۳ ذوالحج ہو اور وہاں وہ دن قربانی کا نہ ہو لیکن کسی اور خطۂ زمین میں اس دن چاند کی ۱۲ تاریخ ہو تو ان لوگوں کے لئے وہاں قربانی کرنا بالکل درست ہو گا کیونکہ وہاں کے حالات کے مطابق اس دن ۱۲ ذوالحج ہے جو قربانی کا دن ہے۔ شریعت محمدی میں یہ بات کہیں نہیں ملتی کہ عیدالاضحٰی ہر ملک میں اس سے اگلے دن ہو جس دن کہ عرفات میں حج ہے عرفات کے حالات کے مطابق بیشک وہ ۹ ذوالحجہ کا دن ہے لیکن ضروری نہیں کہ اس دن دنیا کے ہر ملک میں ۹ ذوالحجہ ہو۔ پس جب عیدالاضحٰی شرعاً ۱۰ ذوالحجہ کو ہے تو دور کے ممالک میں عیدالاضحٰی اسی دن ہوگی جب وہاں کے مطابق ۱۰ ذوالحجہ ہو اور ایام قربانی وہاں کے مطابق ہی ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ ہوں گے۔

اس سے انکار نہیں کہ روزے اور عید کے باب میں اختلاف مطالع Different Rising-Times کا اعتبار نہ کرنے کی چاروں مذاہب میں گنجائش ہے لیکن جہاں تک ائمہ مذاہب کا تعلق ہے اکثر اختلافِ مطالع کا اعتبار کرتے ہیں اور ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے لازم نہیں کرتے امام ابوحنیفہؒ اس کے عدم اعتبار کے قائل ہیں اور ایک جگہ کی رویت پر دوسری جگہ فیصلہ کرنا جائز سمجھتے ہیں اور ظاہر الروایۃ یہی ہے لیکن ان کی مراد بھی اس وقت کے حالات کے مطابق ایک جگہ کی خبر دوسری جگہ پہنچ سکنے تک کے فاصلے کے پیش نظر متعین کرنی چاہیئے یہی وجہ ہے کہ علامہ کاسانی اور علامہ زیلعی جیسے جلیل القدر حنفی علماء اس عدم اعتبار اختلاف مطالع کو مسافت قریبہ سے مقید کرتے ہیں۔ آج کے حالات میں سفری سہولتوں، ٹیلیفون اور لاسلکی پیغامات نے مشرق و مغرب کو ایک کر دیا ہے اور ایک کنارے کی خبر چند منٹوں میں دوسرے کنارے تک جا پہنچتی ہے تو کیا ایسے حالات میں بھی محض ایک جگہ کی رویت پر ساری دنیا کے رمضان اور عیدیں ہونے لگیں گے؟ کیا اتنی مسافت بعیدہ میں بھی اختلافِ مطالع کو نظر انداز کر دیا جائے گا؟ اور کلکتہ کی رویت پر نیویارک میں فیصلے دیئے جاسکیں گے؟ امام ابوحنیفہؒ کی مراد عدم اعتبار اختلافِ مطالع سے کیا اتنی ہی عام تھی؟ یا ان کا فیصلہ اس وقت کے حالات کے مطابق انسانی رسائی کا انتہائی فاصلہ تھا؟ جن حنفی فقہاء نے جیسے علامہ محمد علاؤ الدین حصکفی صاحب دُرِ مختار (۱۰۸۸ھ) علامہ ابن عابدین شامی (۱۲۵۲ھ) امام صاحب کے عدم اعتبار اختلافِ مطالع کو بالکل عام رکھا ہے انہوں نے مشرق و مغرب کے فاصلوں کو بھی اس عدم اعتبار میں بالکل نظر انداز کر دیا ہے لیکن یہ ان کی اپنی تشریح و تفصیل ہے امام ابوحنیفہؒ سے یہ تفصیل منقول نہیں۔

فقہاء اور پیغمبر کے فیصلوں میں اصولی فرق

فقہاء سلف کے فیصلوں کی مراد اُن کے زمانے کے حالات تک ان کے ذہنی پس منظر کو ملحوظ رکھ کر معلوم کرنی چاہیئے ہاں پیغمبروں کے ارشادات زمانے کے حالات اور ان کے ذہنی پس منظر پر مبنی نہیں ہوتے نہ انکی اساس تجربات پر ہوتی ہے۔ فقہاء کے فیصلے ان کے زمانے کے حالات اور پس منظر کی روشنی میں سرانجام پائے تھے پس اُن کے فیصلوں کا عموم زیادہ سے زیادہ ۔۔۔۔۔ اس وقت کی ممکنات تک وسیع ہو سکے گا عالم غیب کے نقشے ان کے سامنے نہیں ہوتے کہ اس وقت کی کون سی ناممکنات آئندہ ممکنات میں تبدیل ہونے والی ہیں۔ مگر پیغمبروں کے

زمین پر بھی رمضان کا چاند ثابت مانا جائے جیسے سورج کسی ایک خطے والوں پر ڈھل جائے یا غروب ہو جائے تو ظہر یا مغرب کی نماز صرف اسی خطہ والوں پر لازم ہو گی نہ کہ سب پر کیونکہ دوسروں کے حق میں ابھی انعقادِ سبب نہیں پایا گیا صاحب تجرید کا یہی فیصلہ ہے اور کئی مشائخ ان کے ساتھ ہیں ۔۔۔۔۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بھی دور کے ممالک میں اختلافِ مطالع کا اعتبار کرتے ہیں (دیکھئے المصفٰی شرح مؤطا جلد ۱ ص ۲۲۶)

[1] الظاهر انها كاوقات الصلوٰة يلزم كل قوم العمل بما عندهم فتجزئ الاضحية في اليوم الثاني عشر وان كان على رؤيا غيرهم هو الثالث عشر (شامی جلد ۲ ص ۱۳۲) ترجمہ:- جس طرح نماز کے اوقات ہر جگہ کے اپنے اپنے ہیں اسی طرح قربانی کے باب میں بھی ہر خطے میں ان کے اپنے ہاں کے حالات کے مطابق عمل ہوگا ان کے ہاں جب ۱۲ ذوالحجہ ہو گی تو وہ قربانی کر سکیں گے اگرچہ اور علاقوں کے اعتبار سے اس دن ۱۳ ذوالحجہ ہو۔

سوال صرف یہ باقی رہتا ہے کہ اس ارشادِ نبوت میں رویت سے مراد ہر علاقے اور اس کے قریب قریب عرضِ بلد کے ممالک کی اپنی رویت ہے یا دُنیا کے کسی مطلع کی رویت سے باقی ساری دُنیا کے لئے رمضان اور عید ثابت ہو جاتے ہیں؟ اور ہر دو صورت اس حدیث کی دلالت اپنے مدعا پر قطعی ہوگی یا اجتہادی؟ ظاہر ہے کہ سلف نے اس میں کسی ایک پہلو کی قطعیت کا دعویٰ نہیں کیا۔

پس اختلاف صرف یہ رہ جاتا ہے کہ :-

۱- کسی اسلامی ملک کے "مبنی بر رویت فیصلے" کی خبر اگر معتمد اور مستفیض طریق سے یہاں پہنچ جائے تو کیا وہ ہر حال میں یہاں کے لئے حجت ملزمہ ہو گی؟ ہم صرف قریب کے اسلامی ملک کا فیصلہ لیں یا کہیں سے بھی معتبر خبر آجائے ہم اس کے پابند ہوں گے؟ قریب اور بعید کے علاقوں کا حکم کیا ایک ہے؟

۲- دوسرے ملک کا مبنی بر رویت فیصلہ یہاں از خود حجت اور نافذ سمجھا جائے یا جب یہاں کی رویت ہلال کونسل اس پر اعتماد کرے اور اس کی روشنی میں اپنا فیصلہ دے تو یہ فیصلہ یہاں کے لئے حجتِ ملزمہ ہوگا؟

اسلامک کلچرل سنٹر لندن اور رویت ہلال کمیٹی جمعیت علماء برطانیہ کے فیصلوں میں اختلاف کا محور۔ یہی دو نقطے ہیں اول الذکر زیادہ تر علماء مصر کے زیر اثر ہے جو شافعی المسلک ہیں ثانی الذکر علماء پاک و ہند کے زیر اثر ہے جو حنفی المذہب ہیں۔ اول الذکر اختلاف مطالع Different Rising-Times کا اعتبار نہیں کرتے کسی ملک سے معتبر خبر آجائے وہ اس پر عمل کر لیتے ہیں لیکن ثانی الذکر حنفی علماء کرام قریب کے اسلامی ملک کے شرعی فیصلے کے خلاف دُور کے اسلامی ملک کے فیصلے کو اپنے فیصلے کی اساس نہیں ٹھہراتے وہ کہتے ہیں کہ دور کے مطالع کا عدم اعتبار صرف اسی صورت میں ہے کہ قریب کے مطالع کا شرعی فیصلہ اس کے خلاف نہ ہو۔

اصولی بات

اسلام دین فطرت ہے۔ اس کے تمام فیصلے اصولِ فطرت سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اصولاً ہر خطہ زمین کے لوگ اپنے اپنے حالات کے تحت مخاطب ہیں جب کہا جائے کہ سورج غروب ہو گیا ہے مغرب کی نماز پڑھ لو تو اس سے مراد اسی جگہ کا غروب آفتاب (SUN-SET) ہوگا۔ میونخ (جرمنی) سے کوئی شخص اپنے کسی دوست کو گلاسگو (سکاٹ لینڈ) فون کرے کہ یہاں سورج غروب ہو گیا ہے تو گلاسگو میں سورج اگر باہر ہے اور عصر کا وقت ہے تو یہاں اس وقت مغرب کی نماز پڑھنا کسی طرح درست نہ ہوگا طلوع و غروب میں ہر خطے کے اپنے حالات پر عمل ہوگا۔

آنحضرتؐ کا یہ فرمان کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر (عید) فطر کرو اسے بھی اسی انداز میں سوچنا چاہیئے کہ ہر قوم اپنے حالات کے تحت مخاطب ہے یہ نہیں کہ مشرقی ممالک کی رویت سے مغربی ممالک میں رمضان اور عیدین کے فیصلے دیئے جانے لگیں ہاں جو ممالک ایک عرض بلد یا قریب کے عرض بلد پر واقع ہوں یا جن ممالک میں چاند کے مطالع Rising-Times معمولی سا اختلاف رکھتے ہوں ان ممالک میں ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے قابل اعتبار سمجھی جائے اور اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے تو یہ اور بات ہے لیکن کلکتہ کی رویت سے نیویارک میں فیصلے کرنا اس فطری اصول سے ہم آہنگ نہیں کیونکہ ہر قوم اپنے ہاں کے حالات کے تحت مکلف اور مخاطب ہوتی ہے [1]

---

[1] علامہ فخرالدین زیلعیؒ (ھ) فرماتے ہیں والاشبہ ان تعتبر لان کل قوم مخاطبون بما عندھم (شامی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲) دلیل کے زیادہ قریب یہ بات ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے کیونکہ ہر قوم اپنے ہاں کے حالات کے تحت مخاطب ہوتی ہے۔ علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ لان السبب شھو والشھر فاذا انعقد بالرؤیۃ فی حق قوم لا یلزم ان ینعقد فی حق غیرھم مع اختلاف المطالع کما لو زالت الشمس او غربت علی قوم دون آخرین یجب الظھر والمغرب علی الاولین دون اولئک لعدم انعقاد السبب فی حقھم واختار صاحب التجرید وغیرہ من المشائخ اعتبار اختلاف المطالع (شرح نقایہ جلد ۱ صفحہ ۱۶۲) ترجمہ روزہ فرض ہونے کا سبب رمضان کا پایا جانا ہے جب یہ شہود کسی ایک قوم کے حق میں ثابت ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اختلاف مطالع رکھنے والے دوسرے خطہ

وہ حقیقتیں جن پر برطانیہ کی سب جماعتوں کا اتفاق ہے

۱۔ رمضان اور عیدین کے تعین میں اصل حکم شرعی پہلے چاند کی رویت VISIBILITY سے وابستہ ہے چاند کی پیدائش BIRTH OF MOON سے نہیں شریعت کی رُو سے چاند کا وجود زیر بحث نہیں شہود مطلوب ہے۔

۲۔ چاند کی رویت سے مراد پہلی رات کے چاند کو انسانی کھلی آنکھ سے دیکھنا ہے آلات سے دیکھنا نہیں اور زمین سے دیکھنا ہے کہیں فضا میں جا کر نہیں۔

۳۔ چاند کی رویت اس طرح عام ہو کہ (ا) اسے ہم خود دیکھ لے (ب) یا اسے چند لوگوں نے دیکھا ہو جو اس کے دیکھنے کی شرعی شہادت دیں (ج) یا کسی دوسرے علاقے میں دیکھا گیا ہو اور وہاں کے ملتی بر رویت فیصلے کی خبر یہاں پورے استفاضہ سے پہنچے ان تین صورتوں میں سے کوئی صورت ہو چاند کی رویت کا اصول قائم رہتا ہے۔

۴۔ تو پچھلے مہینہ کے تیس دن پورے کرنے کے اصول پر اگلے چاند کا فیصلہ کرنا یہاں اس لئے مشکل ہے کہ پہلا چاند یہاں کسی مہینہ میں بھی آسانی سے نظر نہیں آتا۔ ظاہر ہے کہ بارہ کے بارہ مہینے تیس دن کے نہیں لئے جا سکتے۔

۵۔ دین فطرت کے فیصلے دقیق النظر کسی علوم سے وابستہ نہیں نظام فطرت سے ہم آہنگ ہیں، آنحضرت ؐ نے چاند کے سلسلے میں علم حساب سے مدد لینے کی تجویز کلیۃً رد فرمادی تھی [1]

۶۔ OBSERVATORY والے چاند کی پیدائش BIRTH کی خبر صحیح دے سکتے ہیں لیکن اس کے دیکھا جا سکنے VISIBILITY کا فیصلہ ان کے لئے بھی مشکل ہے شفق کے پھیلاؤ SPAN of TIME کے بارے میں بھی وہ قطعی رائے نہیں ہوتے ان کی آراء میں اختلاف موجود رہتا ہے [2]

۷۔ قرآن کریم نے پہلی رات کے چاندوں کو مواقیت للناس والحج کہہ کر بتلا دیا کہ مسلمانوں کے شرعی احکام چاند کے پیمانوں سے معلوم ہوتے ہیں؛ آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ چاند کی رویت پر رمضان شروع کرو اور چاند کی رویت پر ہی اسے ختم کرو۔

---

[1] صحیح بخاری جلد ۱ ص۲۵۶ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کا معنی یوں لکھا ہے فالمعنی ان العمل علی ما یعتادہ المنجمون لیس من ھدیتنا و سنتنا بل علمنا یتعلق برؤیۃ الھلال (مرقاۃ جلد ۴ ص۲۴۴) ترجمہ:۔ علم ہیئت کے طریقے پر عمل کرنا ہمارا طریقہ اور ہماری سنت نہیں ہمارا علم رویت ہلال چاند کے دیکھا جانے سے وابستہ ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں ان الشارع لم یعتمد الحساب بل الغاہ بالکلیۃ (شامی جلد ۱ ص۱۲۶) ترجمہ:۔ آنحضرت ؐ نے اس سلسلہ میں علم حساب پر اعتماد نہیں اسے کلیۃً رد فرمایا ہے۔

[2] چوتھی صدی ہجری میں نجوم و فلکیات کا مشہور امام علامہ ابوریحان البیرونی ماہرین فن کا اجتماعی نقطہ نظر یہ بتلاتا ہے کہ آلات رصدیہ کے نتائج یقینی نہیں ہوتے (دیکھئے الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ ص۱۹۵) اما قول المنجمین فھو وان کان مبنیًا علی قواعد دقیقۃ فانا نراہ غیر منضبط بدلیل اختلاف آرائھم فی غالب الاحیان (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص۵۵۱) ترجمہ:۔ علم ہیئت والوں کا طریق اگرچہ بہت سے باریک قواعد پر مبنی ہے لیکن ابھی تک یہ طریق ایک ضابطے میں نہیں آسکا۔ اس فن کے ماہرین اکثر اوقات اپنے نتائج CONCLUSIONS میں مختلف رہتے ہیں۔ امام اعظم امام مالک اور امام احمد کا فیصلہ بھی یہی ہے اور راجح قول کے مطابق امام شافعیؒ بھی اسے عموم الناس پر حجت نہیں سمجھتے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اُمت اُمیہ کا نظام علوم مکتسبہ سے بے نیاز ہے (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ ص۹۸)۔

[3] پ۲ البقرہ ع ۲۳ ترجمہ:۔ تجھ سے پوچھتے ہیں حال نئے چاند کا۔ آپ کہہ دیں کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے لئے۔ امام ابوبکر جصاص رازی (۳۷۰ھ) لکھتے ہیں کہ نعلق الحکم فیہ برؤیۃ الاھلۃ ولما کانت ھذہ العبادۃ تلزم الکافۃ لم یجز ان یکون الحکم فیہ متعلقًا بما لا یعرفہ الا الخواص من الناس (احکام القرآن جلد ۱ ص۲۳۶) [4] صحیح بخاری جلد ۱ ص۲۵۶ صحیح مسلم جلد ۱ ص۳۴۷)

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریمؐ

برطانیہ میں مطلع بیشتر غبار آلود CLOUDY رہتا ہے یہاں پہلی رات کا چاند انسانی آنکھ سے دیکھنا تقریباً ناممکن ہے اس صورتِ حال کا مسلمانوں کے مذہبی احکام پر جو چاند دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں براہِ راست اثر پڑتا ہے دینی حلقوں کی گروہ بندیوں اور علماء سے بے نیاز رہنے کی الحادی کوششوں نے اس صورت حال کو اور پیچیدہ بنا دیا ہے رمضان کی ابتدا مختلف دنوں سے کرنا اور عیدیں بھی دو دو بلکہ بعض دفعہ تین تین کرنا مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی ایک بہت بری تصویر ہے۔

رمضان کی ابتدا اور عیدوں کا تعین کرنے میں علیحدہ علیحدہ فتوے دینے والے اس تلخ حقیقت سے ناآشنا نہیں کہ دفتروں اور کارخانوں میں کام کرنے والوں پر عید کی چھٹی لینے میں اس صورتِ حال سے کیا گزرتی ہے پھر برطانیہ کی بین الاقوامی آبادی میں مسلمانوں کی یہ مذہبی تقریبات جب جگ ہنسی کا مورد بنتی ہیں، تو بجائے خوشی کے ہماری قومی زندگی کا ماتم ہونے لگتا ہے۔ عید الاضحیٰ بھی اسی اختلاف میں گزرے تو پھر یہ ماتم محرم تک چلتا ہے۔

انسان مادی ترقی میں فضا کو عبور کر گیا لیکن افسوس کہ پیغمبرانہ عظمت کی روشنی میں زندگی کی راہ تلاش کرنے کے لئے اس کے پاس وقت نہیں ؎

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

پھر ہمارے نوجوان اور تعلیمیافتہ طبقے کے سامنے اصل وجہ اختلاف نہیں ہوتی ہر شخص اس اختلاف فتوے کی ایک انوکھی وجہ بیان کرتا ہے۔ اخبار کے مراسلہ نگار اپنے اپنے ذہن کے مطابق اس کی نئی نئی وجوہ سامنے لاتے ہیں۔ پھر ایسے مراسلہ نگار بھی ہوتے ہیں جو محض مراسلہ لکھنے کی خاطر اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں ورنہ موضوع کے مبادی کا انہیں کوئی علم نہیں ہوتا تعبیریں اس قدر نکلتی ہیں کہ اصل خواب ہی بھول جاتا ہے ؎

شد پریشان خوابِ من از کثرتِ تعبیرہا

ضروری ہے کہ اصل وجہ اختلاف سے عوام کو خبردار کیا جائے۔ جو امور اختلافی نہیں انہیں بھی بیان کر دیا جائے تاکہ جو لوگ وجہ اختلاف معلوم کئے بغیر اختلافات کو اور بڑھاتے ہیں اور ہر دینی طبقے پر بلا تمہید رائے زنی کی مشق کرتے ہیں ان کی اصلاح یا حوصلہ شکنی ہو رویتِ ہلال اور رمضان و عیدین کے سلسلہ میں بہت سے بنیادی موضوعات پر اس انتہائے اختلاف کے باوجود اب بھی اتفاق موجود ہے۔ صرف ایک دو اختلاف ہیں اور وہ بھی اپنا علمی پس منظر رکھتے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اصل اختلاف واضح ہو جائے تاکہ اس پر مزید غور کیا جا سکے ممکن ہے کوئی صورت اتحاد سامنے آجائے۔ اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے بھی ایک تجویز پیشِ خدمت ہے ہمارے نزدیک یہ تجویز محض ایک مصلحتی موقف نہیں۔ اس کا اپنی جگہ شرعی وزن ہے۔ اس کے باوجود جو طبقے ایک پلیٹ فارم پر فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں قوم کو ان کا محاسبہ کرنا چاہیئے وہ خدا کے حضور میں بھی جواب دہی کے لئے تیار رہیں ہم اس تجویز کو سامنے لا کر اپنی طرف سے اتمام حجت کر چکے۔

ہم سعودی عرب کی حکومت اور علماء مکہ کے خاص طور پر ممنون ہیں جنہوں نے اس تجویز کی ہمارے لئے راہ ہموار کی۔ علمائے مکہ کا یہ فتوے اس پمفلٹ کے آخر میں ہدیۂ قارئین ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

ماہنامہ

برمنگھم

الجمعیۃ

یورپ میں
اہلسنت و الجماعت
مسلک کا
اسلامی اور اصلاحی ترجمان

زیرِ سرپرستی جمعیّت علمار برطانیہ

الجمعیۃ

• پڑھیے کہ یہ صنم کدوں میں لا الٰہ الا اللہ کی گونج
بگڑے معاشرے میں ہدایت کا نغمہ
بیابان میں پکارنے والے کی آواز اور
کلیساؤں میں حق کی اذان ہے !

• تحریکِ ختمِ نبوت پاکستان نے یہاں انگلستان میں بھی یہ شعور بیدار کر دیا ہے کہ یورپ کے اسلامی حلقوں میں اسلام کے بنیادی اصولوں پر قلم و فکر کی پوری محنت کیجائے اور اس احساس کو مسلسل مطالعہ سے تیز تر کر دیا جائے !

• ماہنامہ الجمعیت میں آپ کو وہ تمام خوبیاں ملیں گی جو آپ ایک اچھے دینی رسالے میں چاہتے ہیں۔

• روشن دماغی کے ساتھ حالاتِ حاضرہ پر جرأت مندانہ تبصرے

• قرآن و حدیث کی صحیح تعبیر اور بزرگانِ دین کے ملفوظات

• آپکے دینی اور علمی استفسارات کے جوابات الجمعیت کے امتیازی نشان ہیں

الجمعیت
کے سرپرستوں اور اراکین نے
اشاعتِ اسلام کے وسیع تر
نصب العین کے پیش نظر اس
کی سالانہ قیمت نہیں رکھی، سلل
کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر اپنے
نام جاری کرالیں۔

اپنے حلقۂ اثر اور دائرۂ احباب سے ۲ پونڈ سالانہ کے معاون بنا کر اس عظیم دینی محنت میں شریک ہوں تاکہ جمعیت ٹرسٹ آئندہ اس قابل ہو سکے کہ الجمعیت کے انگریزی اور عربی صفحات اس میں جلد شامل کیے جا سکیں اور یہ سرزمین بھی دینِ قیم کے انہی چراغوں سے جگمگا جائے جنھیں صدیوں پہلے حجاز کے فاقہ مستوں نے روشن کیا تھا۔

32, WOODFIELD ROAD, BIRMINGHAM 12

مینجر ماہنامہ الجمعیت ۳۲ وڈفیلڈ روڈ برمنگھم

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزاءِ ایماں ہو گئیں
(غالب)

برطانیہ میں دو عیدوں کی وجہ اختلاف

اور

اتحاد کی شرعی تجویز

اسلامی کونسل کی تشکیل

از قلم پروفیسر علامہ خالد محمود صاحب ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی۔ صدر جمعیت علماء برطانیہ

شائع کردہ
شعبہ نشر و اشاعت جمعیت علماء برطانیہ
32, WOODFIELD ROAD, BIRMINGHAM 12